جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

جوہر الایقان

فی ردِ رسالہ

تقویت الایمان

از نتائجِ طبعِ غلام غوث غلامی (صاحب)

حسب فرمائش مولوی محمد شفیع صاحب از لویریوالہ

باہتمام خادم شریعت جناب مولوی محمد نظام الدین صاحب ملتانی وزیرآبادی

در مطبع

منظور عام پریس لاہور سٹریٹ بیسہ اخبار باہتمام ایم محمد حسین پرنٹر کے چھپا

قیمت ۱۲

توضیح مرام

کتاب تقویت الایمان میں اکثر ایسے مضامین ہیں جو گرفت کے لائق ہیں۔ ان اکثر مضامین سے اغماض کر کے
صرف تین محل کی اصلاح کے لئے یہ مضامین کی جزو علما و حقیقت شعار کے پیش کی جاتی ہے۔ کہ ان میں
غور کر کے اصل حقیقت سے آگاہی فرمائیں۔ اس میں تین امور دریافت طلب ہیں اوّل اس کتاب کے معتقدین
کہتے ہیں کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے بھی فرمایا ہے (کہ خدا کی ہستی کے مقابل تمام مخلوق حقیر ہیں) لغات سے
ثابت کرنا چاہیے کہ حقیر کے معنی کناس زچوہڑا کے ہیں۔ جسکو بصراحت مولوی اسماعیل نے پیغمبروں
کی شان میں استعمال کیا ہے دوم اس کتاب میں سے چار عبارتیں ترتیب وار لکھی ہیں جن میں مولوی
صاحب نے تمام بزرگان دین۔ بلکہ الوالعزم پیغمبروں کی شان میں بہت بُرے الفاظ استعمال کئے ہیں
یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ خدا کی ہستی کے مقابل چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ کیا یہ گالیاں نہیں۔ اگر ان
الفاظ کی تاویل ہو کر مدح کے الفاظ ہو جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر واقعہ میں یہ گالیاں ہیں تو مولوی
صاحب نے خدا کے اس امر (عزروہ وتوقروہ) پر خوب عمل کیا۔ سوم بعض علماء وثوق سے کہتے ہیں
کہ مولوی اسماعیل جہاد کر کے شہید ہوئے۔ اس کی سند میں کوئی شہادت چاہیے۔ مثلاً کتاب تاریخ کی جو
معتبر ہو۔ یا کسی صاحب معمر کی زبانی شہادت جس نے راجہ رنجیت سنگھ کی تمام حکومت دیکھی ہو۔ اور
اس کی مہمات اور واقعات سے اکثر باخبر ہو۔
ثابت ہو جاوے کہ مولوی صاحب نے کس میدان میں جنگ کیا اور اثنا جہاد میں کیا کیا شجاعت کے
کام کئے کتنے کافر قتل کئے۔ اور آخیر میدان غزا میں تلوار کے زخم یا بندوق کی ضرب سے شہید ہوئے۔

بندہ غلام غوث پنشنر

حامداً و مصلیاً

چند سال ہوئے کتاب تقویۃ الایمان تصنیف مولوی اسماعیل صاحب طبع ہو کر ہمارے ملک میں آگئی ہے۔ اس کے مضامین کی یہ غرض تھی کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عظمت و علو شان بیان کی جائے۔ اس مطلب کی خوبی کا کسی کو انکار نہ تھا۔ مگر اس عمدہ اور شریف مقصد کے بیان کا جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ بہت نفرت بخش تھا۔ یعنی اس میں انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام اور بزرگان طریقت و دین کا استخفاف کیا اور اُن کو بُرے الفاظ میں جن کو گالیاں تعبیر کیا جائے یاد کیا۔ اس سے ملک میں شور مچ گیا اور فتنہ برپا ہو گیا۔ کیونکہ لوگوں کے کان اس سے پہلے ایسے مضامین سننے کے آشنا نہ تھے۔ اور اس کے مقابل بعض اصحاب ایسے بھی ظاہر ہو گئے جو ان مضامین کو جائز سمجھ کر اس کے حامی ہو گئے۔ ایزد تعالےٰ نے بنی نوع انسان کی طبائع اور عقول میں بڑا اختلاف رکھا ہے ایک ہی چیز کو ایک فرد خوب سمجھ کر اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی چیز کو دوسرا معیوب جان کر اس سے نفرت اختیار کر لیتا ہے۔ القصہ دو گروہوں کے اختلاف نے فتنہ برپا کر کے ہاتھا پائی کی صورت پیدا کر دی۔ مدبران ملک و دانشمندان وقت نے اس افتراق کو بہت بُرا سمجھ کر تدبیر کی کہ اس اختلاف کا تصفیہ کیا جائے۔ تجویز قرار پائی کہ ایک مجلس میں دونو قسم کے معتقدان کو جمع کر کے فیصلہ کر لیا جائے۔ چنانچہ شہر گجرات اس اجتماع کے لئے مناسب جان کر فریقین کے معتقدان کو وہاں جمع کر لیا۔ ہزاروں آدمی اس تحقیقات کے متمنی جمع ہو گئے۔ اور قرار پایا کہ فریقین میں سے ایک ایک مناظر مقرر کر لیا جائے۔ اور وہی دونو برگزیدہ اصحاب آپس میں گفتگو کریں۔ تیسرا آدمی مجاز نہ ہوگا۔ ہاں اگر اُس نے کوئی مسئلہ اس کے متعلق کہنا ہو تو اپنے مناظر کو سمجھا دے۔ چنانچہ اس قاعدہ پر جناب مولوی غلام قادر صاحب مرحوم بھیروی منکروں کی جانب سے۔ اور مولوی محمد ساکن بکن جائز کہنے والوں کی طرف سے مناظر قرار پائے۔ مولوی نور دین بھیروی جو آخیر میں مرزائی ہو گیا اُس وقت غیر مقلد اور آخیر گروہ کا بڑا حامی تھا۔ باہمی گفتگو کے بعد ثابت ہو گیا کہ اس کتاب کے مضامین کفریات ہیں۔ اس کتاب کو متروک کر دینا چاہئے۔ چنانچہ وہ کتاب ردی اور خلاف اعتقاد اسلام قرار پا کر متروک کر دی گئی۔ پھر ملک میں کہیں نظر نہ آئی۔ صحیح ہے کہ اس کے بعض مضامین کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔ اب تھوڑا عرصہ سے پھر وہی کتاب چھپ کر اس ملک میں آگئی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ بعض بڑے بڑے علمائے وقت اس کے جواز کا فتویٰ دیکھ

کر اُس کے مطالعہ کی ترغیب دیتے ہیں ۔ پس ضروری معلوم ہوا کہ از سر نو پھر ان مضامین کی تحقیقات کی جائے کیونکہ پہلی تحقیقات اب تقدیم پارینہ ہوگئی ہے ۔

فضیلت حضرت سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوات والتحیّات

جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل جو قرآنِ کریم اور تمام کتب سماویہ قدیمہ و احادیث قدسیہ و نبویہ و آثارِ قدیمہ میں مسطور و مذکور ہیں اُن تمام کا لکھنا ایک دفتر چاہتا ہے ۔ میں بمقتضائے وقت دریا سے ایک قطرہ لکھتا ہوں +

تنبیہ : ۔ واضح رہے کہ آیات بیّنات کی یہاں تفسیر کرنے کی گنجائش نہ دیکھ کر مطالعہ فرمانے والوں کی توجہ تفاسیر کی طرف مصروف کرتا ہوں +

(۱) یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا آیۃ + (۲) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ آیۃ (۳) لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ آیۃ + (۴) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ الآیۃ (۵) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ الآیۃ (۶) قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ آیۃ (۷) یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ آیۃ (۸) اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ آیۃ (۹) وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ آیۃ (۱۰) اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ حدیث قدسی (۱۱) فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ +

اور بڑی عزت کا نشان ہے کہ کلام مجید میں جہاں کسی پیغمبر کو خطاب کیا ہے صرف نام سے کیا ہے یا آدم ۔ یا نوح ۔ یا ابراہیم ۔ یا موسےٰ ۔ یا عیسےٰ ۔ مگر جب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا ہے تو ان القاب سے ۔ یا ایہا الرسول ۔ یا ایہا المزمل ۔ یا ایہا المدثر ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب جلیلہ سے بھی ہے ۔ کہ اُو سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ کی عمر شریف اور آپ کے شہر منیف کی قسم کھائی ہے ۔ لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۝ آیۃ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ آیۃ واضح رہے ۔ کہ قسم بہت عزیز چیز کی کھائی جاتی ہے ۔ اور اہل مدینہ کو ہمیشہ یہ قسم زبان پر ہے قسم بحق ھٰذا القبر + اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ آیۃ ۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ آیۃ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی آیۃ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ

بک فترضیٰ آیۃ اور ظاہر ہے کہ رضائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کرنے میں
ے اُمت کے حق میں ۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى آیۃ ۔ وَاَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ
الْحِكْمَةَ آیۃ ۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى آیۃ ۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ
حدیث قدسی ۔ ؎ ترا عز لولاک تمکین بس است ۔ ثنائے تو طٰہٰ و یٰس بس است ۔ سعدی
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ آیۃ
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ
وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ
نَصْرًا عَزِيْزًا ۔ آیۃ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
اَيْدِيْهِمْ آیۃ ۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سورہ ۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا
اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ
وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا
وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ آیۃ وَمَا
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ آیۃ ۔ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ ۔ حدیث نبوی ۔
انا سید ولد آدم وانا اکرم ولد آدم حدیث نبوی ۔ انا سید العالمین وعلی سید
العرب حدیث نبوی ۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى آیۃ ۔ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ حدیث نبوی
اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ آیۃ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا
ۦ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ آیۃ ۔

ایزد سبحانہ کو آپ کی اتنی بے ادبی بھی منظور نہ تھی کہ کوئی آپ کے روبرو آواز بلند کرے ۔ اس
سے اُس کے تمام اعمال کو ضائع ہو جانے کا ڈر تھا ۔ اصحاب کبار جب جناب نبوی سے کوئی بات
چیت کرتے تو ایسی نرم آواز سے جیسے کوئی راز کہہ رہا ہے ۔ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اپنے منہ میں سنگریزہ ڈالے رکھتے کہ بولنے کی قدرت ہی آپ کے سامنے نہ ہو ۔ اور آپکی مجلس
میں تمام اصحاب کبار سر نیچے کئے ایسے بے حس و حرکت رہتے گویا اُن کے سروں پر پرندے
بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ایسا نہ ہو ہماری ذرا سی حرکت سے وہ اڑ جائیں سبحان اللہ یہ کیا شان ۔
وہ کیا مبارک وقت تھا ۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى آیۃ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى آیۃ
اس کا ثبوت حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت میں داخل ہوئے تو جدھر نظر کریں در و دیوار درختوں

العرب
النبی
آیۃ
ایزد
سے
چیت
اپنے
میں
بیٹھے
وہ کیا
اس کا

سکے پتوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دکھائی دیا۔ سوال کیا یا رب العلمین یہ کون صاحب
رتبہ شخص ہے۔ جس کا نامِ نامی آپ کے اسم گرامی کے ساتھ بہشت کی ہر جز پر مسطور ہے۔ جواب ا
یہ میرا حبیب پیغمبر آخر الزمان ہے اور تیری اولاد سے ہوگا + عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ۔ آیۃ
عَزَّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ آیۃ ۔ انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق۔ و اولیا از اسما
صفاتیہ۔ و باقی کائنات از صفات فعلیہ۔ و سید رسل مخلوق اند از ذاتِ حق۔ و غلبہ حق در و
بالذات ست۔ نگافتم از حمد اسم اورا و تسمیہ کردم محمد و احمد و محمود۔ گردانیدم اورا عابد و معبود۔
وادم لوائے حمد بدست وے۔ وگردانیدم وسیلہ عظمیٰ مقام وے۔ پس انبیاء و اولیا علیہم الصلوٰ
اللہ وسلامہ مظہر اسما و صفات گشتند۔ و محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ذات۔ پس عاشق شد
بروے حضرت کمالیت مثل تحقق اسم بمسمّیٰ و صفت بموصوف۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ
مِنْ نُوْرِیْ حدیث نبوی۔ و فی روایۃ اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ نُوْرِیْ حدیث نبوی
پس عقل اول کہ عبارت ست از حقیقت محمدی اصل اسست وجود تمامہ عالم با چہ عالم امر و چہ عالم خلق
از مدارج النبوۃ جلد دوم۔ صفحہ ٦٠٩ و ٦١٠ +
قیامت کے ان عذاب سے لوگ تنگ آکر پہلے حضرت آدم۔ پھر حضرت نوح۔ پھر حضرت
ابراہیم۔ پھر حضرت موسیٰ۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہم الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر
استدعا کرینگے کہ ہماری خلاصی کے لئے جناب الٰہی میں شفاعت کریں۔ یہ تمام اولوالعزم انبیا جواب
دینگے آج رب العلمین ایسے غضب میں ہیں کہ کبھی نہیں ہوئے۔ ہمکو جرأت نہیں کہ شفاعت
کریں۔ تو سب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خدمت میں جا کر شفاعت کی التجا کر
پھر تمام لوگ آنحضرت کی پاک حضور میں مشرف ہو کر شفاعت کی التجا کرینگے۔ آنحضرت اُن
عرض قبول فرما کر مقام محمود پر کھڑے ہو کر شفاعت کرینگے۔ اُس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔
خلاصہ حدیث نبوی) +
تمام کتب سماویہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی گئی ہے۔ بلکہ توریت میں آ
تمام مفصل حال۔ و نیز آپ کی اُمت مرحومہ کی صفت موجود ہے۔ جس کی کلام مجید خبر دیتا ہے۔ ا
اُس کے سوا اکثر آثار قدیمہ بھی آنحضرت کی شہادت پر موجود تھے + ۵
اے رحمتِ مجسّم و اے سید بشر ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر +

انبیاء عظام کا استخفاف اور گالی دینا

سوال ۴:- ایسی ممتاز ہستی اور ایسا پاک اور سراپا رحمت وجود جس کے فضائل اور عزت میں کلام مجید شاہد ہے۔ چنانچہ تھوڑا سا اوپر بیان ہو چکا۔ اگر کوئی بے بصیرت اس کا استخفاف کرے اور گالیاں دے۔ شریعت غرّا اور ملت بیضا کا اس کے بارہ میں کیا حکم ہے +

جواب :- ہر کہ دشنام دہد آنحضرت را و تنقیص کند بوجہے از وجوہ بتصریح یا بکنایت واجب ست قتل وے دریںجا اتفاق است۔ اختلاف در آنست کہ ایں قتل بطریق حد ست و بالفعل باید کشتن و طلب توبہ نباید کرد۔ یا بجہت ردّت کہ توبہ باید جست۔ و اگر توبہ آورد بخشند۔ و مختار قول اول ست۔ ایں بر تقدیر ست کہ مسلمان باشد۔ و اگر کافر باشد و اسلام آورد در میگذرند۔ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷

اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را عیب کرد یا موئے مبارکش را موئک گفت کافر شد۔ مالا بدّ منہ صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸

در بحر المحیط گفتہ کہ ہر ملعون کہ در جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دشنام دہد یا اہانت کند یا از امرے از امور دین او یا صورت مبارک او یا در وصفے از اوصاف شریفہ او عیب کند خواہ مسلمان بود یا ذمی یا حربی اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد آں کافر ست واجب القتل۔ توبہ او مقبول نیست۔ و اجماع بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیاء کفر ست۔ خواہ فاعل حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ۔ مالا بدّ منہ صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸۔

فائدہ

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں دین متین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرتا ہوں اگرچہ مشرک اس کو برا منائیں۔ ہر عہد میں اس روشن دین پر سینکڑوں کے حملے ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ مگر ایزد توانا کی غیرت و حفاظت کی بادِ تند جو تاریک بدلی اس عالم افروز چاند پر چھائی اس کو اڑا لیگئی۔ اور پھر وہی دین کا تابندہ بدر ویسا ہی چمکتا و ملکتا ظاہر ہو گیا۔ ہر عہد کے علمائے راسخین نے جانفشانیاں کر کے دین کو قائم و ثابت رکھا۔ اب تک اسلام پر حملے تو بہت ہوئے ہیں مگر مشہور حملات کا ذکر کیا ہے۔ اوّل خوارج کا فتنہ ہے۔ جن کا

سرگروہ ابوالخویصرہ تھا۔ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ظہور پکڑا۔ اور یہاں تک غلو کیا کہ تمام اصحاب کبار کو کافر سمجھنے لگے۔ کئی احادیث اُن کے بارہ میں آئی ہیں۔ جن میں اُن کی علامات بیان ہوئی ہیں۔ یہ پہلے نجد سے نکلے۔ احادیث میں آیا ہے کہ جہاں انکو پاؤ قتل کر ڈالو۔ آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان تمام کو تلوار کے گھاٹ سے گذار دیا +

بعد ازاں خلیفہ مامون رشید عباسی کے عہد میں معتزلیوں نے سر اُٹھایا اور یہ فتنہ برپا کر دیا کہ کلام مجید مخلوق یعنی حادث ہے۔ قدیم نہیں۔ خدا کی قدرت مامون خود صاحب علم اور محدث تھا۔ پھر بھی اُس کا معتقد ہو گیا۔ اور وہ اپنے زعم میں دین اسلام کا حامی تھا اہل اسلام کو اس عقیدہ کے منوانے میں مجبور کیا۔ چنانچہ اس دار و گیر میں کئی علماء شہید ہو گئے۔ چند سال کے بعد یہ فتنہ بھی مٹا۔ پھر مکرر نجدیوں نے سر اُٹھایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی نجدیوں کو بُرا سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ملک شام و یمن کے لئے برکت کی دُعا کی۔ ایک اصحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! نجد کیلئے بھی دُعا کریں۔ تین دفعہ کے تکرار کے بعد آپ نے فرمایا۔ نجد سے شیطان کا قرن نکلے گا۔ اور زلزلے اور فتنے یہاں سے پیدا ہونگے۔ سو اسی وہابیوں کے فتنے کی آپ نے پیشین گوئی کی تھی نیز جب کفار قریش دار الندوہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراج کے لئے صلاح کے واسطے جمع ہوئے۔ تو شیطان ایک شیخ کی صورت میں اُن میں شامل ہو گیا۔ اور ظاہر کیا کہ میں شیخ نجدی ہوں اور اس صلاح میں تمکو مدد دونگا۔ خلاصہ یہ کہ آخر کار فتنے کا اس طرح پر ظہور ہوا کہ فرقہ خارجیہ نجدیہ سے ایک شاخ نکل کھڑی ہوئی۔ اور جو علامات آپ نے فرمائی تھیں سب اُن میں پائی گئیں۔ چونکہ اس شاخ کا نئے طور پر ظہور ہوا اسلئے اُس کا نام جداگانہ قرار پایا۔ اور اُس کے بانی کی طرف منسوب کیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ لوگ نجدی کہلاتے ہیں۔ مگر محمدی کہلانا چاہا۔ مگر جب دیکھا کہ عوام الناس اُن کو گالیاں دینگے اور اس میں توہین لفظ نام مبارک کی ہوگی۔ اسلئے محمد ابن الوہاب سے جزو دوم کی طرف منسوب کر کے باختصار الفاظ وہابی مقرر کیا۔ غرض کہ وہابی اور محمدی کے یہاں ایک ہی معنی ہیں۔ اِس کا مجملاً حال یہ ہے کہ ۱۱۱۱ھ میں وہ پیدا ہوا۔ اور بعد کچھ قدر حصول علم کے ۱۱۴۳ھ میں اپنے خیالات کے رواج دینے کے واسطے خطہ نجد میں گیا۔ پہلے صرف اِس بات پر زور دیا کہ اس زمانہ میں شرک ہر طرف پھیل گیا ہے۔ اور اسلام کی حالت روز بروز گھٹتی جا رہی ہے۔ اسوقت مسلمانوں پر واجب ہے کہ توحید کو رواج دینے اور شرک کو مٹانے کا فکر کریں۔ چونکہ یہ دعویٰ قابل تسلیم تھا لوگ اُس کے دام میں پھنسنے لگے۔ چنانچہ ۱۱۵۰ھ میں اُس کی شہرت ہوئی۔ اور درعیہ اور اُسکے

اطراف وجانب کے لوگ اُس کے تابع ہو گئے۔ اور روز بروز ترقی ہونے لگی۔ جب کسی قدر مجمع ہو گیا تو جہاد پر آمادہ ہو گیا۔ اور اپنے ہواخواہوں کو جمع کر کے لیکچر دیا۔ کہ سوائے اس خطہ کے اِس وقت کل روئے زمین پر شرک پھیلا ہوا ہے۔ اور سوائے تم چند آدمیوں کے جتنے لوگ آسمان کے تلے ہیں سب مشرک ہیں۔ اب ہمکو ضرور ہے کہ جہاد کر کے مشرکوں کو قتل کریں۔ تمہیں یاد رہے کہ جو کوئی مشرک کو قتل کرتا ہے اُس کے لئے جنت ہے۔ پھر سب سے بیعت لیکر جہاد کا حکم دیا۔ یہ فتنہ ایک مدت تک رہا۔ اِس قوم نے ہزارہا مسلمانوں کو شہید اور جلاوطن کر دیا اور حرمین شریفین پر قبضہ کر کے کئی سال بالاستقلال حکمرانی کی۔ اِس فتنے کی کسیقدر تفصیل اور حال اور ان مصیبتوں کا جو اہل حرمین شریفین پر گذریں شیخ دحلان مکی نے الدّرر السنیہ میں لکھا ہے۔ اِس فرقہ کو بھی مثل خوارج کے عمل میں نہایت اہتمام تھا یہاں تک کہ تارکِ فرض کو کافر حلال الدم سمجھتے اور توحید میں اُن کو اسقدر غلو تھا کہ یارسول اللہ کہنے والے اور بزرگوں سے مدد مانگنے والے کو کافر سمجھتے۔ اور جناب سرورکائنات کے اسم مبارک کے ساتھ سیّدنا کہنے والوں کو کافر سمجھتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طارش کہتے۔ جس کو اُن زبان میں ہرکارہ کہتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب ہر جمعہ کے خطبہ میں کہا کرتے تھے کہ جو شخص نبی کا توسّل کرے وہ کافر ہے۔ اور زیارت قبور ناجائز سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ احسا سے مدینہ طیبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ واپسی کے وقت جب درعیہ پہنچا جہاں وہ تھا۔ اس نے اُن کی یہ سزا ٹھہرائی کہ ڈاڑھیاں سب کی منڈوائی جائیں۔ اور گدھوں پر اس رسوائی کے ساتھ سوار کئے جائیں کہ دُم کی طرف منہ ہو۔ اور یہی حالت احسا تک رہے۔ جہاں اُن کا گھر ہے۔ تا تشہیر ہو جائے کہ جو شخص صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جائے اس کی یہ سزا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بدعت سے اِن لوگوں کو اسقدر احتراز تھا کہ صدہا دلائل الخیرات اور دوسری علوم کی کتابیں جلادی گئیں اس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نابینا اذان کے بعد منارے پر باآواز بلند درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ابن عبدالوہاب نے اُن کو منع کیا۔ جب اُنہوں نے نہ مانا تو قتل کر ڈالا۔ اور کہا کسی عورت کے گھر سے رباب کی آواز درود کی آواز سے بہتر ہے جو مناروں پر پڑھا جاتے۔ اور مولود شریف کسیکو پڑھنے نہ دیتا تھا۔ صرف ونحو وفقہ وغیرہ علوم کے مطالعہ سے منع کرتا۔ اِس کا قول تھا کہ شریعت ایک تھی ان لوگوں کو کیا ہوا جو اس میں چار مذہب کر دئے۔ کبھی کہتا ائمہ اربعہ بالکل قابل اعتبار نہیں۔ اور کبھی کہتا وہ تو حق پر تھے مگر اُن کے اتباع کتابیں تصنیف کر کے خود

گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ اُس نے دستور ٹھہرایا تھا کہ جو شخص اپنی ملت میں داخل ہو اُس کو سر منڈوانا ضروری تھا۔ یہاں تک کہ عورتوں میں بھی حکم جاری کردیا تھا۔ ایک روز کسی عورت کو گرفتار سے بحسب عادت سر منڈوانے کو کہا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں برابر ہیں۔ اگر مردوں کی ڈاڑھیاں منڈوائی جائیں تو عورتوں کے سر کے بال منڈوانا بجا ہوگا یہ سن کر مبہوت ہوگیا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔ القصہ روم کے عثمانی بادشاہ سلطان محمود کو اس کے طغیان کی خبر پہنچی۔ اُس وقت عرب اور مصر دونوں اُس کی سلطنت کے صوبے تھے اُس نے محمد علی بادشاہ مصر کو لکھا کہ عرب میں فوج لیجا کر اس فتنہ کی بیخ کنی کردے۔ چنانچہ اُس نے فوج سے جا کر اُن کا استیصال کردیا۔ کسی نے اُس کی تاریخ نکالی۔ (قطع دابر الخوارج ۱۲۳۳ھ) نقل از انوار احمدی +

یہ واقعہ اس لئے لکھا گیا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اسی طرح مولوی اسمٰعیل صاحب نے کسی مسلمان کو مشرک بنانے سے نہیں چھوڑا +

ضمیمہ

راقم الحروف نے ایک دن نجدیوں کے اس طرح فتنے کا ذکر کیا۔ ایک بزرگ نے جو اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتے ہیں سن کر فرمایا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ نجدی تو شریعت غرّا اور ملت بیضا کے پورے پابند تھے۔ چنانچہ مولوی عبد اللہ غزنوی کی اولاد نے جو امرتسر میں سکونت پذیر ہیں اُن کی کتابیں منگوا کر طبع کرائی ہیں +

واضح رہے کہ ان حضرات کا اعتراض قابل لحاظ نہیں۔ یہ تاریخ سے ناواقف ہیں۔ امرتسر والوں نے ضرور نجدیوں کی کتابیں منگوا کر طبع کرائی ہونگی۔ پنجاب کے تمام علماء کو اُن کے طریق تدین سے انکار ہے۔ اور اُن کو فرقہ نجدیہ سے سمجھتے ہیں۔ مولوی عبد اللہ صاحب کو شہر غزنوی سے جہاں اسلامی حکومت ہے علمائے وقت نے شہر سے نکلوا دیا۔ اس نظر سے کہ یہ دین اسلام میں فساد ڈالتے ہیں۔ مولوی صاحب ہندوستان میں آ گئے۔ یہاں بالکل آزادی تھی۔ سیکڑوں قومیں آباد ہزاروں قبیلے۔ ہزاروں رسمیں۔ بلیسوں زبانیں۔ جو ہر ایک سے جدا ہیں۔ یہاں کوئی ولی بنے کوئی نبی بنے۔ کوئی خدا بن جائے۔ کوئی اپنا رتبہ خدا سے برتر دکھائے۔ کوئی روکنے والا نہیں۔ سبب یہ ہے کہ یہاں کوئی زبردست اسلامی طاقت نہیں کہ دین متین کی فتنے سے حفاظت کرے +

ایضاً

اسی طرح اِن دنوں میں دیوبند کے بعض طلبا مطلق العنان چل رہے ہیں۔ اُن کا ایک فتویٰ نظر آیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ بغیر کسی کے استفتا کے محض اپنا اعتقاد شائع کرنے کے لئے لکھا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کوئی اِس فتویٰ پر توجہ کرے۔

مصراعہ:- کوشش بیفائدہ است وسمہ برابروئے کور +

نیز اِن ہی دنوں میں یہ مسئلہ بھی اُن کا معرکۃ الآراء ہو رہا ہے (یعنی خدا تعالیٰ کو کذب کی قدرت ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ اِسی قیاس پر ایک اور مسئلہ بھی بن سکتا ہے۔ کہ اُوسبحانہٗ کو ظلم کرنے کی قدرت ہے۔ حالانکہ آئۃ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ یہ قاعدہ ثابت کرتا ہے کہ ایک شخص کو ہم عالم اور اُسی کو جاہل کہہ سکتے ہیں۔ الرحیم الرحمٰن نے اپنے ننانوے اسماءِ حسنیٰ ہمکو بتا دیئے ہیں۔ سوائے اسم اللہ کے۔ اَور سب صفاتی اسماء ہیں۔ اَور اللہ کی صفات قائم بالذات ہیں۔ کیا اِن میں کوئی کاذب یا ظالم بھی صفتی اسم ہے؟ نہیں معلوم ایسے صاحبانِ علوم کو کیا سوجھتی ہے کہ ایسے مسائل جو نہ اسلام کے عقائد میں اَور نہ عمل میں داخل ہیں۔ گھڑ کر اپنے اوقات کو ضائع کرتے رہتے ہیں۔ البتہ معتزلہ لوگوں کا یہ وتیرہ رہا ہے کہ طبع کی کجی سے مزخرفات اپنی جانب سے وضع کرکے دینِ متین میں فلتنے برپا کر دیتے تھے +

مقدّمہ

مولوی اسماعیل صاحب جتنی آیات واحادیث امتِ محمدی کے مشرک بنانے میں اپنی کتاب میں لائے ہیں وہ سب وہ ہیں جو سب کفار کے بارہ میں آئی ہیں۔ کہ وہ اپنے اباکی پیروی اپنا دین سمجھتے تھے۔ اعاذنا اللہ منہا۔ ان سب کا اسوقت تحقیقات کرنا طول کھینچتا ہے۔ اب صرف چار موقع پر گفتگو کرنی مناسب معلوم ہوئی۔ ہاں یہ امر دریافت طلب ہے کہ جن الفاظ سے برگزیدگانِ ایزدی کو مولوی صاحب نے یاد کیا ہے کیا اُن کا ذکر کلام مجید میں بھی کہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں اپنی تمام عظمت اَور کبریا اَور شان اچھی طرح بیان فرما دیا ہے۔ اس میں ویسے مضمون اَور لفظ بھی ہیں جو مولوی صاحب نے لکھے ہیں۔ یا حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمکو اس قسم کی ہدائیت کی ہے۔ یا سلف صالحین بلکہ علمائے ربانیین متاخرین کے

کسی مضمون میں اس طرح کا ذکر موجود ہے۔ تاکہ امّت مرحومہ اُس کو اعتقاد میں داخل کر کے شرک سے بچ جائے۔ تقویت الایمان کے بعض معتقدین جواب دیتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی صاحب کا مقولہ ہے (کہ خدا کی ہستی اور شان کے مقابل تمام پیغمبر اور دیگر خلائق حقیر ہیں) اب یہ امر تحقیق طلب ہے کہ لفظ "حقیر" کن معنوں میں آتا ہے۔ اور اس کا مترادف کون کونسا لفظ ہے۔ اور اس کی کیا کیفیت ہے۔ لغات سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ "حقیر" کے مترادف یہ الفاظ ہیں۔ خوار۔ ذلیل۔ زبون۔ ضعیف۔ ناتوان۔ عاجز۔ بیچارہ۔ پس ہر ایک کی کیفیت ظاہر کی جاتی ہے (زبون) بمعنی عاجز۔ ضعیف۔ بیچارہ۔ ناتوان۔ کے معنی اور کیفیت تو ظاہر ہے۔ باقی الفاظ کی کیفیت اِس طرح ہے۔ کلام مجید میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اصحاب کبار کے اخلاق و عادات کی نسبت فرمایا ہے۔ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یعنی مومنوں کے آگے۔ نرم۔ فروتن۔ متواضع ہیں اور کفار پر غالب ہیں۔ (خوار) مقابل ارجمند و نیز کنایہ از کم کہ قابل بسیار باشند۔ خواجہ حسن نظامی سے

کنیزک بایں چہرہ ہم خوار نیست | کہ در خوبروی کمتش یار نیست

یعنی کنیزک کہ بایں چہرہ معشوقانہ ہم در شجاعت از مرداں کم نیست۔ و در بیت والہ ہروی با آب خطاب کند۔ اگر با بمعنی مع ست پس خوار بمعنی خواری خواہد بود۔ والا زائدہ و مثلہٗ ہذا

گہ سوئے سما برد بخارت | پس افگند از ہوا بخوارت

فردوسی سے

تو زینگونہ با خوار مائہ سپاہ | از و چوں توانی شدن کینہ خواہ

بہار عجم۔ اور حقیر کے مقابل درشت آتا ہے۔ (درشتی) بضمتین سختی و بدخلقی و تنا وری و فربہی (غیاث اللغات) جو الفاظ حقیر کے ہم معنی آئے ہیں اُن میں کس لفظ کے معنی گنواس یعنی چار چوہڑہ کئے جاتے ہیں۔ جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب پیغمبروں کی شان میں لاتے ہیں۔ اور اُن کی کتاب کے معتقدین اسکو جائز سمجھتے ہیں۔ بار ثبوت معتقدین کے ذمہ پر ہے۔

تنبیہ:۔ غیرت الٰہی کب یہ گوارہ کر سکتی ہے کہ کوئی شخص اس کے پیارے حبیب کی توہین کرے اور انتقام سے بچ جائے۔ نہیں ضرور قتل ہو گا۔ موجودہ زمانہ کے واقعات شہادت دیتے ہیں

(۱) صفحہ ۴۷۔ اور یہ جو بعض لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو۔ کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے۔ اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا۔ اسواسطے کہ اُن سے دعا نہیں

بلکہ دُعا کروائی ہے - سو یہ بات غلط ہے - کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا - لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے - کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں - سعدی ؒ

ہر کہ استعانت بدرویش برد ‏ ‏ ‏ اگر بر فریدوں برد بیش برد

(۲) اخرج ترمذی عن ثوبان قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْاَوْثَانَ -

یعنی شرک دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے - اس کو عربی میں صنم کہتے ہیں - اور دوسرے یہ کہ کسی تھان کو مانے - یعنی مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی یا کاغذ کو کسی کے نام کو ٹھہرا کر پوجے - اسکو عربی زبان میں وثن کہتے ہیں - اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ - اس سے مولوی صاحب کی زبان دانی اور لغت بینی خوب واضح ہوگئی - کیونکہ صنم اور وثن دونو ہم معنی یعنی بت ہیں - سبحان اللہ اللہ پاک کے برگزیدہ بندوں اور مقربانِ الٰہی کے مزارات اور چلہ خانہ کو کفار کے ستھان اور معابد کے برابر ٹھہرایا - اور اُن کے ارادتمندوں اور مستفیضوں کو بت پرست کہا - یہ یقینی امر ہے کہ فیوض کے انوار جو بندگان خدا پر فائض ہوتے رہتے ہیں - وہ رحمتِ یزدانی کا نمونہ ہیں - ظاہر میں کتنا ہی سر پٹکیں یہ کبھی بند نہ ہونگے - معلمان قدس زبان سے نہیں بولتے - مگر اپنے شاگردوں کو خموشی کے ساتھ اندر ہی اندر سبق دیکر کامل کر دیتے ہیں - ہو الموفق والمعین

(۳) صفحہ ۳۵ - اس شہنشاہ کی تو وہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر دے - اللہ پاک کا وعدہ نہیں کہ میں ایسا کروں - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ - جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ - ایسی صورت میں کروڑوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانبیاء و جبرائیل کا پیدا ہونا ناممکن ہے - اور (خدا چاہے) کا لفظ مہمل ہے - پس ایسے ناممکن کا ممکن خیال محض نادانی ہے - یہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانبیاء اعظام علیہم السلام کا نہایت استخفاف ہے -

(۴) صفحہ ۱۶ - اور یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے -

اس مضمون میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے لفظ بڑا میں بلا استثنا حضرت محمد رسول اللہ و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سب کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا ہے - کیا یہ انبیاء کرام

خصوصاً سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیں۔ اور ایسا بُرا کہنے سے وہ رسولوں کو گالیاں دینے والے کے لئے شریعت غرّا نے جو سزا ٹھہرائی ہے مولوی صاحب اُسکے مستوجب نہیں

مختصر سوانح جناب مولوی اسماعیل صاحب

یہ حضرت ایک بڑے بزرگ اور دیندار خاندان کے پوتے ہیں۔ یہ تمام دودمان فضیلت اور ولایت کا آفتاب ہو گذرے ہیں۔ جس کی لمعات نے صرف ہندوستان ہی کو نہیں۔ بلکہ تمام دُنیا کو ظلمات ضلالت سے نجات دی۔ خصوصاً اس عالی دودمان کے واسطۃ العقد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایسے بلند قدر گذرے ہیں کہ علوم دینی اور تصوف کے اگر بادشاہ کہے جائیں بجا ہوگا۔ ظاہری اور باطنی علوم اور اسرار طریقت میں ان کی وہ تصانیف ہیں جنکو کوئی خاص آدمی ہی سمجھ سکتا ہے۔ شاہ صاحب طریقت کے سلاسل ثلثہ۔ قادری۔ نقشبندی۔ چشتی کے مجاز تھے۔ اور تمام سلاسل کے مریدوں کو تزکیہ نفوس کے قاعدے اور وظائف لکھ دئے ہیں۔ ان کی کتاب قول الجمیل موجود ہے۔ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس کتاب پر کہیں کہیں حاشیے لکھے ہیں۔ اسی کتاب کی آخیر فصل میں شاہ صاحب نے موجودہ پیران طریقت کی نسبت پشت بہ پشت شمار کرکے حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے ملائی ہے۔ فی الحقیقت جناب سید الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح شریعت غرّا کے ہادی ہیں۔ اسی طرح فیوض معنوی پہنچانے میں سب کے مربّی ہیں۔ اصحاب کبار کے قلوب آپ کی صحبت بابرکت سے منوّر تھے۔ بعد کا کوئی ولی خواہ کتنی عبادت و ریاضت کرے اصحاب کبار کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا انکار کفران طریقت اور جہل مرکب ہے۔ اللّٰھم اغفرلھم

مولوی صاحب کی کتاب تقویت الایمان جس شخص نے طبع کی ہے اُس نے مولوی صاحب کے کمال کے بیان کرنے میں کسی طرح کی کسر نہیں رکھی۔ مگر یہ معمولی بات ہے۔ طبع کرنیوالے اپنی کتاب کی خریداری کی رونق کے لئے بڑے بڑے مبالغہ آمیز الفاظ لکھ دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ بلا سند قابل اعتبار نہیں۔ سند یہ ہے کہ مولوی صاحب کی کوئی تصنیف ایسی دینی یا طریقت کی کتاب موجود ہو جس سے امت کو فائدہ پہنچ جائے۔ صرف یہی ایک رسالہ تقویت الایمان نظر آیا ہے جس سے مولوی صاحب نے گستاخانہ مضامین سے تمام اہل اسلام متقدمین و متاخرین کو مشرک و کافر بنا دیا ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب　　بے ادب محروم گشت از لطفِ رب

کے مضامین کے پڑھنے سے بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے کہ آپ کو نہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ
سلم اور اصحاب کبار اور نہ سلف صالحین کی سوانح کی کوئی کتاب مطالعہ سے گذری ہے۔ اور
ی فقہ تقہ سے واقف ہیں۔ خدا کی طاعت کی لذت اور رغبت اور سرورِ کونین کی محبت
ن کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ احیاء العلوم۔ بہجۃ الاسرار۔ شفائے قاضی عیاض
مدارج النبوۃ۔ مدارج النبوۃ۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ اخبار الاخیار۔ مکتوبات
امام ربانی۔ انفاس العارفین۔ سو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کتب کا مولوی صاحب کو مس ہی
نہیں۔ پھر اسوہ حسنہ انکو کس طرح حاصل ہو جائے۔ باوجود اس سرمایۂ علمی کے آپ کی طبیعت
بڑی جوشیلی اور جدت خواہ اور شہرت طلب ہوئی ہے۔ اُن کے مزاج میں تعلّی کا بڑا مادہ تھا۔
چنانچہ اس مقصد کے پورا کرنے کی ہوس اُن کو ہوئی۔ سب طرف نظر دوڑائی۔ کوئی ایسا
مضمون معلوم نہ ہوا جس کے میدان میں جولانی کریں۔ جو کام شہرت پیدا کرنے کے تھے۔
سب پیشینیاں لوگ کر چکے تھے۔ آخر یہی سوجھی کہ جہاد کریں۔ اس زمانے میں جہاد
کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ پنجاب میں سکھوں کی حکومت تھی۔ خیال کر لیا پنجاب کے
مغرب میں افغان مسلمانوں کی آبادی ہے۔ وہاں جا کر جہاد کا سامان بہم پہنچا لیں۔ چنانچہ
پنجاب سے گذر کر سرحدی باغی قوم میں جا پہنچے۔ کابل کی حکومت اس وقت اس قابل نہ تھی
کہ اُس کی مدد سے رنجیت سنگھ جیسے راجہ کا مقابلہ کریں۔ افغان اپنی بے انتظامی سے سلطنت
کا بہت سا حصہ رنجیت سنگھ کی نذر کر چکے تھے۔ غرضیکہ مولوی صاحب سرحدی افغان بے
سامان اپنے خیال بنا کر جہاد پر تُل گئے۔ اور ٹھان لی کہ حضرت سید احمد سلطان ایک قبیلے کے
بے سامان شیخ کے برادر زادہ تھے۔ انہوں نے جہاد کیا۔ اور جہاد کی جدوجہد سے تھوڑے
سالوں میں عالی شان بادشاہ بن گئے۔ اب جہاد کی کیفیت اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی کامیابی کے اسباب بیان کئے جاتے ہیں۔ (جہاد) جہاد اُس کو جائز نہیں رکھتا کہ
کوئی سامان مقابلے کا بھی نہ رکھتا ہو پھر بھی نادانی سے اپنے تئیں اور مسلمانوں کو ہلاکی میں
ڈال دے۔ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ بلکہ مسلمان مجاہدین کفار سے نصف
بھی ہوں اور تمام سامان اسلحہ و خوراک وغیرہ کا موجود ہو۔ اور یہاں مٹھی بھر مجاہدین نہ کوئی مرکز
نہ خزانہ۔ نہ ہتھیار۔ اسلحہ صرف وہی جن سے وہ اپنے گھر کی حفاظت کر سکیں۔ نہ رسد کا ذخیرہ

کسی مہم پر جانا ہو تو مکی یا جوار کی دو روٹیاں کمر پر باندھ کر روانہ ہو جائیں۔ اور مقابلہ بھی لعبنجیت سنگھ
ہے۔ جس کی حکومت نے ایک وسیع ملک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ بے
قانونی کے باعث سلطنت کا انتظام اور رعیت کا امان کچھ نہیں تھا۔ مگر فوجی قوت ایسی زبردست
تھی کہ انگریزی حکومت باوصفیکہ تمام ہندوستان زیر نگین رکھتی تھی پھر بھی رنجیت سنگھ کے
مقابلے کی اپنے میں جرأت نہ پاتی تھی۔ قیاس کر لیا جائے کہ مولوی صاحب کی فوج کو اُن
کے مقابلے کی کیا نسبت تھی (حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی) اُس کے
کئی اسباب ہیں۔ اول مسلم ہے کہ آپ کی عقل کو اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے
اور قیامت تک کے مسلمانوں کی عقول دوسرے پلڑے میں۔ تو پھر بھی وہ پلڑا بھاری
رہیگا۔ جہاد میں آپ کی تدابیر صائب پر نظر کر کے کامیابی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ دوم تائید
الٰہی ہمراہ تھی۔ اور اللہ تعالےٰ کو دین اسلام کا پھیلانا منظور تھا۔ کہ جہاد میں مسلمانوں کے
ساتھ ملائک بھیج دے۔ میدان میں کفار کشتے نظر آتے تھے اور قاتل دکھائی نہیں
دیتے تھے۔ کلام مجید اس کا شاہد ہے۔ سوم ابتدا میں کسی مسلمان کے ساتھ مقابلہ نہ تھا
چھوٹے چھوٹے قبائل جو مدینہ پر سکینہ پر حملہ اور ہونے جاتے تھے اُن کی دفعیہ کے لئے چند
اصحاب بھیجے جاتے تھے جس کو سریہ کہتے تھے۔ یا قریش کفار کا کوئی قافلہ تجارت کیلئے کہیں
سُنا جاتا تو اُس پر حملہ ہوتا تھا۔ اِس انتقام کے لئے کہ انہوں نے مہاجرین کو مکہ سے نکال دیا
اور اُن کی ملکیتوں پر قابض ہو گئے۔ اور مہاجرین کے اقارب جو پیچھے مکے میں رہ گئے تھے
اُنکو ہجرت سے روکتے تھے۔ بلکہ سخت عذابوں میں مبتلا رکھتے تھے۔ اسیطرح کفار کی قوت
زائل ہوتی گئی۔ اور اسلام کی طاقت ترقی پاتی گئی۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھاری فوج لیکر مکہ پر چڑھ آئے اور مکے میں کسی شخص کو جرأت نہ ہو سکے کہ مقابلہ کرے
سب نے الامان مانگ لی۔ اور مکہ فتح ہو گیا۔ پھر آپکو بڑی طاقت اور جمعیت ہو گئی کہ نواحی کے
بڑے بڑے بادشاہوں کو ہدایت کے فرمان بھیجے۔ اور دین اسلام کی خوب اشاعت ہو گئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلکر اصحاب کبار تھوڑی مدت میں روئے زمین
کے مالک ہو گئے۔ چہارم۔ اصحاب کبار کے ایمان کی قوت۔ جو آنحضرت کی ذات مبارک پر
ایسے نثار تھے کہ اپنا مال۔ اولاد اہل بلکہ جانیں آنحضرت پر قربان کرتے تھے۔ اور جہاد میں
شہادت کو زندگی پر ترجیح دیتے تھے۔ اب جہاد میں مولوی صاحب۔ اور اُن کی فوج اور

کارناموں کو آنحضرت کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھیں۔ مصرعہ:۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک را
موجودہ وقت میں معتقدین کے نزدیک حضرت شیخ الہند محمود حسن صاحب مرحوم اور جناب سید
انور شاہ صاحب کا شہرہ علوم دینی اور برکات باطنی میں مشہور گیا۔ اگر مولوی اسمٰعیل صاحب کے
علم اور اتقا کو ان کے مقابل رکھا جائے تو نتیجہ معلوم ہے +
کیا ان دونو حضرات نے جہاد کا کوئی سامان کیا۔ اور جناب شیخ الہند پانچ سال جزیرہ
مالٹا میں زندانی نہ رہے۔

نتیجہ

ف مولوی اسمٰعیل صاحب کے جہاد کی کیفیت میں نے اپنے تایا حضرت عبدالکریم صاحب
سے سنی۔ انہوں نے راجہ رنجیت سنگھ کا تمام عہد حکومت پایا۔ اور اس کی مہمات
و واقعات سے اکثر باخبر تھے ۱۲ غلامی

جناب مولوی صاحب اپنی فوج ظفر موج زیر رائت لے کر پشاور پر حملہ آور ہو گئے۔ اس
وقت پشاور میں سکھوں کی اتنی ہی فوج تھی جو صرف رعایا کی حفاظت کے لئے کافی ہو۔
پشاور پر مولوی صاحب کا قبضہ ہو گیا۔ اسی کو پشاور کی فتح کہا جاتا ہے۔ پھر سکھوں کی ایک
زبردست فوج پشاور پر آگئی۔ اور بامر مجبوری مولوی صاحب کو وہاں سے نکلنا پڑا۔ پھر ادھر
ادھر بعض دیہات پر حملے کرتے رہے۔ آخر کسی غیرت مند مسلمان نے جو انہی کی فوج میں
تھا پونڈا کی گنڈیروں میں زہر لگا کر مولوی صاحب کی نذر کی۔ مولوی صاحب ان کو چوستے
ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور شریعت مصطفوی نے جو مولوی صاحب کی کردار کا کیفر
تجویز کیا گیا تھا اس کا نفاذ ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

فرہنگ

هُوَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

قولہ۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (ترجمہ وتفسیر) تحقیق تمہارے پاس پیغمبر آیا تمہاری ذاتوں اور جنس سے کہ تم اُسکے صدق اور امانت کا مرتبہ جانتے ہو۔ کہ ہرگز تمہارے درمیان کذب کے ساتھ متہم نہیں ہوا۔ اور اُس کے آبا و اجداد کو پہچانتے ہو کہ سب اشرف اور افضل اور عرب کے عالی قدر دان اور طاہر مطہر تھے۔ کہ ان میں جاہلیت کی خباثتیں اور زنا نہ تھا۔ چنانچہ حدیث نبوی میں ہے کہ میں طاہر پشتوں اور طاہر ارحام سے نکالا گیا ہوں۔ اور تم اُس کی نیک صفات اور شرف ذات اور بزرگ اخلاق اور بزرگ افعال کو دیکھتے ہو۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اُس پر سخت و شوار ہے کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ اور دنیا اور آخرت میں تمکو زیاں پہنچا سکے۔ اور تمہارے رشد اور ہدایت پر نہایت ہمت اور حرص اور کمال رافت و شفقت اور مہربانی رکھتا ہے **قولہ** يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ الخ (ترجمہ) اے نبی ہم نے تمکو بھیجا ہے اُمتوں کے اعمال کا گواہ اور نعم الٰہی کا مژدہ پہنچانیوالا اور اُس کے عذاب سے ڈرانیوالا۔ **قولہ** لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ الخ (ترجمہ) تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب ان میں رسول انہی کی جنس سے بھیجا (تفسیر) رسول کا انہی کی جنس سے بھیجنا الفت دینی اور تصدیق اور ایمان اور اتباع میں بہت قریب ہے۔ اسی لئے اسکو اللہ تعالےٰ نے احسان فرمایا۔ حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت اور طاعت سے خلق کا عجز جانا کہ تعریف و تعلیم کرے۔ پھر انہی میں سے ایک مخلوق انہی کی جنس سے پیدا کر دیا۔ اور اُس کو اپنی رحمت اور مہربانی کی صفت سے ڈھانپا۔ اور اُس کو پیغمبر صادق اور رسول بحق ناطق بنا دیا۔ اور اُسکی طاعت کو اپنی طاعت اور اُسکی موافقت کو اپنی موافقت کر دیا چنانچہ فرمایا (مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ الخ) جس نے رسول کی طاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ **قولہ** وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (ترجمہ) ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر عالمیان کی رحمت بنا کر۔ (تفسیر) پس اس کی ذات اخلاق اور صفات کے رو سے خلق پر رحمت ہو گئی۔ اور جس کر اسکی

ت کی کتاب سے حصہ ملا وہ دُنیا اور آخرت میں ہر مکروہ سے نجات پا گیا۔ اور ہر محبوب
سے واصل ہو گیا۔ اور تقریر سے سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنین پر رحمت
ہیں اور ان کی ذات بابرکات مظہر و مصدرِ رحمت ہے۔ اور جو شخص انکار و عناد اور استکبار کے
باعث شقاوت اور گمراہی اور محرومی اور خواری کا گرفتار رہا اُس نے اپنے اُوپر ظلم کیا پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے لئے رحمت ہیں بالفعل اور دوسروں کے لئے بالقوہ
چنانچہ منافقین کے لئے رحمت ہیں قتل سے امان کے ساتھ اور کفار کیلئے رحمت ہیں
عذاب کی تاخیر کے ساتھ۔ اور دُنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مفسدوں کا قتل و نہب
رحمت ہے کہ یہ سبب نظامِ عالم اور تربیت مصلحین کا ہے۔ جیسا مفسد شاخوں کو باردار
شاخوں کی اصلاح کے لئے کاٹ ڈالتے ہیں **قولہ** ۔ قَدْ جَآءَكُمْ الخ (ترجمہ) تحقیق اللہ سے
تم کو نور اور کتاب مبین آئی۔ اور دوسری آیت یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ الخ (ترجمہ) اے نبی ہم
نے تجھے اُمتوں کے اعمال کا گواہ۔ اور نعمائے الٰہی کا نوید دینے والا۔ اور اُس کے عذاب
سے ڈرانیوالا۔ اور اللہ کی طرف بلانیوالا اللہ کے حکم سے۔ اور چراغ روشن کیا (تفسیر) آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نور تلمیح ہے اللہ جل شانہ کے اس قول سے اَللّٰهُ نُوْرُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ یعنی آسمانوں اور زمین میں نورِ الٰہی ہے جو جاری ہے تمام مخلوقات
میں۔ اور وہی ہستی اور حیات اور جمال اور کمال کا سرچشمہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس نور کا مظہر اتم اور اس کے ظہور کا واسطہ ہے۔ **قولہ** اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ الخ (ترجمہ) کیا ہم نے
تیرا سینہ کھول نہیں دیا۔ (تفسیر) یہ شرح صدر کا احسان ہے کہ ایک نعمت بزرگ ہے۔ اور
اس سے مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ شریف کی فراخی کہ اس سے جمع ہو جائیں
مناجات حق اور خلق کی دعوت۔ یا معارف اور علوم اور توحید اور معرفت اور ابداع اسرار
کے نور سے پُر ہو جائے۔ اور جہل اور نکبت اور اعراض از حق اور دل کا تعلق غیر اللہ سے اور
حق کے ساتھ ملنے کی آسانی اور رسالت کا تحمل اور اُس کے ابلاغ کی تنگی دُور ہو جائے۔
قولہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ الخ (ترجمہ) اور تیرے ذکر کو ہم نے اپنے ذکر کے ساتھ بلند کیا
(تفسیر) تیری یاد میری یاد کے ساتھ دُنیا اور آخرت میں نبوت اور شفاعت کے مقرون کر دی ہے
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اذان اور نماز میں۔ کوئی خطیب متشہد نہیں۔ کہ نہ کہے اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ۔ کہ جبرائیل آیا اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ تو جانتا ہے کس چیز کیساتھ
میں نے تیرا ذکر بلند کیا ۔ میں نے کہا خدا دانا تر ہے ۔ کہا اس قول سے **قولہ** اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ کیساتھ
(ترجمہ) جب میں یاد کیا جاتا ہوں ۔ تو میرے ساتھ یاد کیا جاتا ہے میں نے ایمان پورا کیا تیرے ذکر معنی
کے ساتھ اپنا ذکر کرنے سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اور تیری اطاعت کو اپنا ذکر اور اطاعت ذکر
کر دیا **قولہ** فَاتَّبِعُوْنِیْ الخ کہہ دے تم میری تبعیت کرو تمہیں اللہ پیار رکھیگا ۔ یعنی تیری اطاعت
متابعت کو اپنی محبت کے ساتھ لازم کر دیا **قولہ** لَعَمْرُکَ (ترجمہ) تیری عمر کی قسم وہ اپنی متابعت
مستی میں حیران و سرگردان ہیں (تفسیر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب جلیلہ سے پروردگار
تعالے کا اس کے قدر کی تعظیم ہے جمہور اہل تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ خداوند تعالیٰ کا حضرت پروردگار
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور بقا کا قسم کھانا نہایت تعظیم اور بر اور تشریف ہے جیسا
محب محبوب کی قسم کھاتا ہے اور کہتا ہے (بسر تو و حیات تو) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہتے ہیں کہ پروردگار تعالے نے کوئی ذات گرامی تر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا عنہما
نہیں کی کہ اس کی حیات کی قسم کھائی اُس کے سوا ۔ ابو الجوزائی کہ اجلہ تابعین سے ہے کہا کہ خدا پیدا
تعالیٰ کا قسم کرنا سوائے حیات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی غیر کی حیات کا واقع نہیں ہوا کیونکہ
وہ تمام مخلوقات سے گرامی تر اور بزرگ تر ہے اُس کے نزدیک ۔ قرطبی نے کہا ہے حق تعالیٰ کا حضرت کیونکہ
سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات پر قسم کھانا ہم کو صریح اذن ہے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی قسم کھائیں ۔ **قولہ** لَآ اُقْسِمُ الخ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی تجھ پر قید نہیں
ہوگی اس شہر میں (تفسیر) اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تشریف و تکریم ہے
کہ قسم کو مقید کیا بلد حرام کے ساتھ اور بلد امین بھی اُس کا نام ہے ۔ اور وہ خدا کے نزدیک مکرم
اور محترم ہے بسبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ۔ اس میں اور اُسی مقام پر کہا گیا ہے
(مکان کا شرف مکین کے ساتھ ہے) لیکن مشرکوں کے جہل اور ناحق شناسی پر تعریض ہے کہ
ذات شریف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اخراج چاہتے تھے **قولہ** اِنَّ لَکَ الخ (ترجمہ)
تحقیق تیرے لئے اجر غیر ممنون ہے (تفسیر) یعنی اجر بزرگ غیر منقطع ابد الآباد **قولہ** اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
(ترجمہ) تحقیق تو بزرگ خلق پر ہے (تفسیر) اور یہ نبوت اور رسالت کی بزرگ نشانیوں سے ہے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خلق عظیم کی بابت پوچھا گیا ۔ اُنہوں نے فرمایا ۔ قرآن اُن
کا خلق تھا ۔ قرآن سے اور بزرگ خلق کیا ہے ۔ اور کہا گیا ہے کہ خلق عظیم وہ ہے کہ خدا کے ساتھ

ں کی ہمت نہ ہو۔ اور خدا کے سوا اُس کا مطلوب نہ ہو **قولہ** وَلَلۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی۔
جمہ) اور آخرت پہلے سے بہتر ہے (تفسیر) درجے اور مرتبے اور نعمتیں جو خدا تعالیٰ نے تجھے آخرت
دی ہیں۔ شفاعت اور مقام محمود۔ وہ بہتر اور عالی ہیں اُس سے جو دُنیا میں دی ہیں۔ کیونکہ
نیا اپنی تنگی جگہ کے سبب اسکی گنجائش نہیں رکھتی۔ ہمیشہ تیرے امر کا نہایت تیرے بدایت سے
بہتر ہے۔ اسلئے کہ تو ہر ساعت مراتب کمال میں ترقی پر ہے **قولہ** وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ الخ (ترجمہ)
اہ آگے دیگا تیرا رب پھر تو راضی ہو جائیگا۔ (تفسیر) یہ آیت فیضانِ عطا اور ورودِ نوال اور جامع
جوہ کرامت اور انواع سعادت دُنیا اور آخرت میں ہے۔ پروردگار جل وعلا اپنے حبیب کو وعدہ دیتا
ہے کہ میں تجھے اتنا عطا کرونگا کہ تو راضی ہو جائیگا۔ اور اُس کا بیان حصر اور گنتی کی حد سے باہر ہے۔
شیدہ نہ رہے کہ شفاعت کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاصیوں کی ترتیب وار
شفاعت کرینگے۔ مثلاً زانی۔ چور۔ شارب خمر۔ پس رہینگے وہ لوگ جن کے قلوب میں خردلہ
جبہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالےٰ فرمائینگے کہ یہ میرے ملک اور میرے خاصگان
میں ہیں۔ میں خود اُن کی شفاعت کرتا ہوں۔ پس وہ لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے
دوزخ کی آگ سے نکالے جائینگے **قولہ** وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی الخ (ترجمہ) اسکا کلام ہوا سے صادر
نہیں بلکہ وحی سے ہے۔ کہ اسپر بھیجا جاتا ہے (تفسیر) اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تمام کلام اور
حدیث مراد رکھیں کہ وحی خفی ہے تو سوا دو تین جگہ کے کہ اسکو مستثنےٰ رکھیں۔ قصہ اساراے بدر۔
قصہ ماریہ۔ قصہ عسل۔ قصہ تابیر نخل۔ ان سب سے ہے اور ان پر تنبیہ واقع ہوئی ہے۔ نیز درست ہے
قولہ وَاَنۡزَلَ اللہُ عَلَیۡکَ الخ (ترجمہ) اور اُتاری تجھ پر کتاب اور حکمت (تفسیر) امام اوزاعی حسّان بن
عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا جبرائیل علیہ السلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر سنت کیلئے نزول
کرتے تھے جبکہ قرآن لاکر اُن کو تعلیم کرتے تھے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ نطق مخصوص بالقرآن نہیں۔ بلکہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی تھا۔ بعد ازاں خبر دی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
فضیلت کاملہ سے۔ اسریٰ اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا کہ علوم خلق کی وہاں تک ہی رسائی ہے۔ اور
بصر شریف کی تصدیق اور عدم پریشانی اور طغیان ہر چیز سے کہ دیکھی اور جو کچھ ظاہر کیا گیا جبروت
اور لاہوت سے۔ اور مشاہدہ کیا عجائب ملکوت سے کہ عبارت میں نہیں سما سکتا۔ اور فہم
اور عقول اُسکے سُننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اِس لیئے رمز اور کنایہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی تعظیم پر اشارت ہے کہ (اَوۡحٰی مَا اَوۡحٰی) وحی کیا گیا جو کچھ وحی کیا گیا **قولہ** لَوۡ لَاکَ الخ (ترجمہ)

میں
دنیا
بہتر
اور
وجوہ
پوشیدہ
شفاعت
جبہ

اگر تیرا وجود نہ ہوتا تو میں ہرگز آسمانوں (دنیا) نہ پیدا کرتا **قولہٗ** اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ (ترجمہ) تحقیق اللہ تعالے نے اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنین تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اور سلام بھیجو جو حق سلام کا (تفسیر) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو درود اور سلام کہو۔ اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور فرشتوں کی موافقت کرو پیغمبر پر درود بھیجنے میں۔ اور فرشتوں کا درود بھی ہے کہ دعا کریں اور خدا سے درخواست کریں کہ وہ درود اور رحمت اس پہ بھیجے جیسا کہ پروردگار تعالیٰ تقدس پہنچاتا ہے۔ پس حق تعالے نے تمام عالم علوی اور سفلی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اور دعا پر جمع کر لیا۔ اور اولین اور آخرین میں اس کے ذکر کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے مناقب کو آفاق میں شرقاً و غرباً و براً و بحراً اور آسمان اور عرش اور کرسی میں مشہور فرمایا۔ اور اسکی محبت کو مومنین کے قلوب میں ڈال دیا۔ کہ اس کے ذکر سے ان کی ارواح راحت پاتی ہیں۔ اور اس کے ذکر سننے سے اجسام خوشی کرتے ہیں۔ اور اس کے سننے سے قلوب مست ہوتے ہیں۔ اور اس کی یاد کے ساتھ زبانیں خوش ہوتی ہیں۔ گویا فرمایا حق تعالے نے کہ تمام ہستی کو تیرے اتباع کے ساتھ پُر کر دیا ہے کہ تمام تیری ثنا کہیں اور تجھ پر درود بھیجیں۔ اور تیرے طریقے کی پیروی کریں۔ اور تیری سنت کو نگاہ رکھیں۔ اور نمازوں کا کوئی فرض نہیں۔ مگر اس کے ساتھ سنت ضرور ہے۔ پس وہ فریضہ میں میرے امر کے ساتھ اور سنت میں تیرے امر کے ساتھ متمسک ہیں۔ در حقیقت دونو میرے اور تیرے امر کے ساتھ ہیں۔ اور تیری طاعت کو اپنی طاعت اور تیری بیعت کو اپنی بیعت کر دیا۔ اور تیرے الفاظ اور تیرے منشور کو یاد رکھتے ہیں **قولہٗ** اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا الخ ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پورا کر دے تجھ پر اپنا احسان اور چلاوے تجھ کو سیدھی راہ۔ اور مدد کرے تیری اللہ زبردست مدد۔ (تفسیر) پوری نعمتیں، اور بہت کامل کمال جاہ و جلال اور کرامات اور برکات ہے کہ درگاہ عزیز سے وارد اور نازل ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اس بات پر متضمن ہیں کہ پروردگار تعالےٰ نے اس میں اپنے رسول کا خطبہ اور ثنا پڑھا ہے۔ جان لے کہ فتوح صوری اور معنوی اور کرامات اور برکات ظاہری اور باطنی کہ جناب عزت و کبریا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فائض ہیں وہ بے نہایت ہیں۔ اگر ان میں سے فتح بلاد اور تسخیر عباد اور حصول غنائم اور تقویت دین اور تکثیر امت اور احکام اسلام کا شیوع ہے۔ اور فتوحات کی اعظم مکہ کی فتح ہے۔ کہ اس کے حصول کے بعد عرب کے قبائل اور گروہا گروہ خلق فوج فوج خدا کے دین میں آ گئے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم

قدس کیطرف متوجہ ہو گئے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وشوکت اور دین اسلام کا غلبہ ہو گیا۔ لیکن آیت غفران ذنب یہ بھی ایک تکریم ہے جناب عزت سے اس کا بیان اسطرح ہے۔ کہ خواجگان جب کسی خاص بندہ کو نوازش کرتے ہیں تو اُن کو کہتے ہیں کہ ہم نے تجھے بخش دیا۔ اور جو گناہ پیشتر یا بعد کے ہوں اُس سے گذر گئے۔ اور تجھ پر کوئی مواخذہ نہیں۔ حالانکہ اس بندے کا کوئی گناہ نہیں۔ یہ کلام بندے کی تشریف اور تکریم کی مفید ہے **قولہ** اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ (ترجمہ) جن لوگوں نے تیری بیعت کی یعنی بیعت رضوان سوا اس کے نہیں کہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے (تفسیر) اگرچہ اہل عربیت کی اصلاح میں یہ مجاز کے قبیل سے ہے۔ لیکن اہل حقیقت جانتے ہیں کہ یہ کیا رمز ہے۔ **قولہ** اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ الخ (ترجمہ) بیشک دی ہم نے تم کو کوثر۔ سو نماز پڑھ رب کے آگے اور قربانی کر بیشک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا۔ (تفسیر) کوثر نام ہے ایک نہر کا بہشت میں۔ اس کا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا۔ جو کوئی ایک بار پیئے ساری عمر پیاس نہ لگے۔ اس کا پانی ایک حوض میں بھرتا ہے محشر میں اوپر دو پرنالے گرتے ہیں ایک سونے کا ایک چاندی کا حوض چورس ہے دو ماہ کی راہ۔ چارطرف اُس کے فرش ہے تختوں سے سونے اور چاندی کے۔ اور کنارے پر بنگلے ہیں۔ ایک ایک موتی سے اندر سے خالی۔ حوض میں آبخورے تیرتے ہیں سونے چاندی کے جتنے آسمان کے ستارے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یار وہاں کھڑے ہیں۔ اُمت پہنچتی جاتی ہے۔ جو وہاں جا پہنچا اُس نے وہاں کا پانی پیا پھر ساری مدت محشر کی پیاس نہ لگی۔ اور اپنے گروہ میں جا ملا اس میں آیا۔ جو نہ پہنچا اس پر افسوس۔ قربانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ضرور تھی۔ اور امت میں مالدار پر ہے۔ مفلس کو ضرور نہیں۔ کافر کہتے تھے اس شخص کے بیٹا نہیں۔ زندگی تک اُس کا نام ہے۔ پیچھے کون نام لیگا۔ سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام روشن ہے قیامت تک اُس کافر کو کوئی نہیں جانتا (از شاہ عبد القادر) **قولہ** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الخ (ترجمہ وتفسیر) اللہ تعالے فرماتا ہے اے محمد یاد کرو وہ وقت کہ پروردگار عالم تعالے وتقدس نے پیغمبروں سے عہد وپیمان لیا کہ تحقیق وہ چیز جو میں نے تمکو دی یعنی کتاب وحکمت۔ پھر آویگا تمہارے لئے ایک رسول کہ وہ چیز جو تمہارے پاس ہے اُسکی تصدیق کرنیوالا ہے۔ اور یہ تمام انبیا کی صفت ہے جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اصول دین میں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ تحقیق تم اُس رسول کے ساتھ

ایمان لانے ہو۔ اور اُسکو نصرت دیتے ہو۔ خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ پیمان لیا ہے ہر پیغمبر سے جو اُسکو بھیجا ہے زمان آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جمہور مفسرین کا اتفاق ہے کہ مراد اُس رسول سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اُس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ اُسکی صفت بیان کی ہے۔ اور اس سے قول لیا کہ اگر اس کو پاوے تو اُسپر ایمان لاوے۔ اور جب پیغمبروں سے عہد لیا اُنکے اُمتیوں سے جو اُنکے تابع ہیں نیز لیا ہوگا۔ اور جب انبیاء اصل اور متبوع ہیں آیت میں اُن کے ذکر پر اکتفا کیا۔ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا۔ مگر اس سے عہد لیا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پائے اُسپر ایمان لائے اور اُسکو نصرت دے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ اپنی اُمتوں سے عہد لیں کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں اُن پر ایمان لائیں۔ اور اگر تم مرجاؤ تو اپنے اخلاف کو بھی وصیت کر جاؤ۔ تا کہ یہی وصیت ان اہل کتاب کو پہنچ گئی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر تھے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور یہود نے تکذیب کی تو یہ آیت نازل ہوئی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان اُنکو یاد دلایا۔ اور بعض نے احتجاج کیا ہے کہ انبیاء کو اُسوقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا واجب ہے جبکہ وہ مبعوث ہوں حالانکہ حضرت صلی علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت تمام انبیاء فوت ہو چکے تھے۔ اور مرا ہوا مکلف نہیں ہوتا۔ پس متیقن ہوا کہ یہ میثاق اُمم پر ہو۔ اور اس کی مؤید اللہ تعالیٰ کی یہ کلام ہے۔ **قولہ** وَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (ترجمہ) پھر جو شخص اُسکے بعد منہ پھیرے پس وہ فاسقین سے ہے۔ اور یہ صفت انبیاء کے لائق نہیں بلکہ اُمتوں کے لائق ہے۔ اور اُس کا جواب دیا گیا ہے۔ کہ آیت سے مراد بالفرض و تقدیر ہے کہ انبیاء اگر زندہ ہوں اُن پر واجب ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ نہ یہ کہ اخبار ہے اُنکے وقوع پر وجود میں اور اکثر احکام فرض اور تقدیر پر ہوتے ہیں۔ اور اس مقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و شرف و کرامت کے ظہور پر کافی ہے۔ جب کلام کی بنا فرض اور تقدیر پر ہے پس اللہ تعالیٰ کا قول (فمن تولی) نیز درست آتا ہے۔ جب حکم کیا اور اُن سے میثاق لیا بر تقدیر حیات کے ان پر ایمان لا[نا] واجب ہوا۔ پھر اُمتیوں پر بھی واجب ہوگا بطریق اولیٰ۔ پس یہ آیت اُمتیوں کی نسبت ہے۔ ا[مام]

واجب ہوا۔ پھر اُمتیوں پر بھی واجب ہوگا بطریق اولیٰ۔ پس یہ آیت اُمتیوں کی نسبت ہے

سُبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت میں یہ اشارت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در صورتیکہ انبیاء اُسکے وقت میں زندہ ہوں اُنکی طرف مرسل ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و

کی نبوت و رسالت عام خلقت کیلئے عام اور شامل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت
تک۔ اور سب انکی امتیں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ **قولہ** وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ الخ (ترجمہ)
ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر گروہِ ناس کیلئے۔ اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ میں بھیجا گیا ہوں کافۃ ناس
پر ان لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا کہ اُسکے زمانہ سے قیامت تک ہیں۔ بلکہ اُن امتوں پر شامل
ہے کہ اس سے پہلے ہو گذری ہیں۔ اور انبیاء سے میثاق لینا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِن پر مقدم
و معظم ہیں۔ اور اُنکے بھی رسول ہیں **قولہ** اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ الخ (ترجمہ) آدم اور جو اُسکے سوا ہے میرے
جھنڈے کے نیچے ہیں (تفسیر) پہلی امت کے حکم سے آپنے فرمایا کہ آخرت میں آدم اور جو اُسکے سوا ہے
میرے جھنڈے کے تلے ہونگے۔ **قولہ** وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا (ترجمہ) اگر موسیٰ زندہ ہوتا اُسکو طاقت نہ
ہوتی مگر میری تبعیت کی (تفسیر) اگر فرضاً انبیاء علیہم السلام اُسکے زمانہ میں ہوتے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اُنکے زمانہ میں ہوتے تمام اُسپر ایمان لاتے اور اُسکی مدد کرتے اسی لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام آخر زمان
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر آوینگے۔ حالانکہ وہ خود نبی کریم ہیں اور اپنی نبوت پر باقی ہیں۔
اور اس میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوا۔ ویسا ہی تمام انبیاء اگر انکی ہستی فرض کرلیجائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں تو وہ اپنی نبوت اور رسالت پر مستمر اور ثابت ہیں۔ اور اپنی امت پر نبی و رسول
ہیں۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اعم و اشمل و اعظم ہے۔ پس تامل کرنا چاہئے کہ اس میں انبیاء
کی نبوت و رسالت کا نفی نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور انبیاء علیہ السلام شب اسریٰ میں مسجد اقصیٰ میں جمع
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اقتدا کیا۔ اور اُسوقت وہ ایمان لائے۔ اور تمام امت
کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی وجود عنصری کیساتھ زندہ ہیں **قولہ** وَاَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ
(ترجمہ) میں اولاد آدم کا سردار ہوں **قولہ** وَاَنَا سَيِّدُ الْعٰلَمِيْنَ (ترجمہ) میں عالمین کا سردار ہوں اور حضرت
علی عرب کے سردار **قولہ** دَنٰى فَتَدَلّٰى (ترجمہ) پھر نزدیک ہوا اور لٹک گیا **قولہ** اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى
بِالْمُؤْمِنِيْنَ الخ (ترجمہ) نبی علیہ السلام مومنین پر انکی جان سے بہت دوست ہیں۔ اور اُسکی
ازواج مومنین کی مائیں ہیں **قولہ** فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ الخ (ترجمہ) پس حکم بھیجا اپنے بندے پر جو بھیجا **قولہ**
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى الخ (ترجمہ) جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا۔ یہ چند آیات
معراج کے باب میں ہیں **قولہ** لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا الخ (ترجمہ) اے مومنو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا

كذب الفواد ما رأى الخ (ترجمہ) جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا۔ یہ چند آیات
معراج کے باب میں ہیں **قولہ** لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا الخ (ترجمہ) اے مومنو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا
اور سنتے رہو اور کافروں کو عذاب ہے سخت (تفسیر) یہودی آپکی مجلس میں آکر بیٹھتے اور حضرت کی
بعض بات جو اچھی طرح نہ سنتے اُسکو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے کہ راعنا یعنی ہماری طرف متوجہ ہو

باقی

اور ہماری رعایت کرو۔ یہ کلمہ اُن سے سنکر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو۔ اگر کہنا ہو تو اُنْظُرْنَا کہو۔ اسکے معنی بھی یہی ہیں۔ اور ابتدا ہی سے متوجہ ہو کر سنتے رہو کہ پھر پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہودی اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے۔ اِس لفظ کو زبان دبا کر کہتے تو رَاعِیْنَا ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا۔ اور یہود کی زبان میں رَاعِنَا احمق کو بھی کہتے ہیں **قولہ** لَا تَجْهَرُوْا بِالْقَوْلِ پوری آیت یہ ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (ترجمہ) اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اور اس سے نہ بولو کڑک کر جیسے کڑکتے ہو ایک دوسرے سے۔ کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ اسکی تفسیر متن میں پہلے لکھی گئی ہے۔ **قولہ** عَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ (ترجمہ) تم اسکی مدد کرو اور یاری کرو **قولہ** تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (ترجمہ) اُسکی مدد کرو اور اسکی عظمت رکھو **قولہ** فَمَنْ اَصْدَقُ الخ (ترجمہ) کون شخص اللہ سے زیادہ سچ بولنے والا ہے **قولہ** اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ الخ (ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں **قولہ** اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ثَوْبَانَ (ترجمہ) ترمذی نے ثوبان سے روایت کی ہے اور کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری اُمت کے قبائل مشرکوں سے مل نہ جائیں۔ اور جب تک میری اُمت کے قبائل بتوں کو نہ پوجیں **قولہ** اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (ترجمہ) تحقیق اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا **قولہ** جَفَّ الْقَلَمُ الخ (ترجمہ) جو ہونیوالی تھی اُسپر قلم خشک ہو گیا۔ یعنی قلم اس سے زیادہ نہیں لکھے گا **قولہ** وَلَا تُلْقُوْا الخ (ترجمہ) اپنے ہاتھوں ہلاکت کی طرف نہ ڈالو +

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَالْبَاطِلَ بَاطِلًا

راقم کی یہ تحریر اس غرض کے لئے نہیں کہ اس پر بحث چھڑ جائے۔ میں عالم نہیں ایک عامی آدمی ہوں۔ صرف نماز روزوں کے ضروری مسائل جانتا ہوں۔ میری غرض طلب حق ہے۔ علمائے نامدار و فضلائے حقیقت شعار کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس تمام تحریر کو بغور مطالعہ فرما کر اپنی اصلاح لکھ دیں +

بندہ غلام غوث پبلشر از گوجرانوالہ

ہے۔ علمائے نامدار و فضلائے حقیقت شعار کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس تمام تحریر

کو بغور مطالعہ فرما کر اپنی اصلاح لکھ دیں +

بندہ غلام غوث پبلشر از گوجرانوالہ۔

محترم مؤلف بزرگوار نے جو کچھ اس رسالہ میں تحریر کیا ہے وہ معلوم ہوتا ہے کہ ناواقفی کی بنا پر ہے ورنہ وہ ایک بہترین بزرگ مولٰنا اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ کے متعلق یوں نہ تحریر کرتے کیونکہ حضرت

مرحوم ہندوستان کے بہترین علماء کرام سے تھے اور ایک عالم باتربیت بزرگ تھے جیسے شیخ الہند مرحوم و حضرت سید انور شاہ صاحب جن کے متعلق مؤلف تحریر کی حسن عقیدت ہے جو اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے اُن دو تو حضرات کا خیال حضرت مولانا اسماعیل شہید کے متعلق اسی خیریت و صلاح کا تھا اور کئی رسالے میں اغلاط ہیں +

محمد چراغ مدرس مدرسہ انوار الاسلام جامع مسجد گوجرانوالہ۔

مؤلف ممدوح نے آخیر کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ میں عالم نہیں عامی ہوں اور مطالعہ کتاب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محترم مؤلف کی تحریر کردہ باتیں اکثر حسن عقیدت پر مبنی ہیں۔ تحقیق سے زیادہ کام نہیں لیا گیا۔

عبدالرحمٰن خطیب وزیرآباد۔ مسجد بازار والی۔

باسمہ سبحانہ میں نے اس رسالہ کو دیکھا۔ ابتدا میں بعض واقعات خلاف واقع پائے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف صاحب نے محض اپنے عقیدہ کی بنا پر کسی صاحب سے نقل کر دیئے ہیں۔ حالانکہ تاریخی واقعات کو کسی معتبر تاریخی کتاب سے نقل کرنا ضرور ہوتا ہے۔ آیۃ کریمہ میں بھی ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا الخ مصنف صاحب نے درمیان میں بعض مسائل کو بھی چھیڑ دیا۔ مناسب تو یہ تھا کہ ایسی چیزوں میں مصنف دخل نہ دیتے بمقتضائے آیۃ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ کسی اہل علم کے حوالہ کر دیتے یا کسی عالم سے ان مسائل و عبارت کو سمجھنے کی کوشش فرماتے تو کیا ہی اچھا تھا۔ قسم کے متعلق بھی مصنف صاحب نے اختصار و فعل سے کام لیا ہے۔ مفسرین علیہم الرحمۃ نے تصریح فرمائی ہے کہ کبھی قسم میں ہر کی عزت ملحوظ ہوتی ہے اور کبھی قسم بہ جواب قسم پر دال ہوتا ہے۔ قرآن عزیز کی اکثر قسمیں اسی نوع کی سے ہیں۔

نیز مصنف صاحب نے حقیر اور ذلیل کے فرق بیان کرنے میں کوشش فرمائی ہے لیکن کسی معتد بہ نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ صراح میں حقیر اور ذلیل دونوں کا معنی خوار آیا ہے۔ جیسا کہ مصنف نے بعض کتابوں سے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اور اگر حقیر کے معنی خوار کے سوائے اور بھی

مصنف صاحب نے حقیر اور ذلیل کے فرق بیان
کسی معتد بہ نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ صراح میں حقیر اور ذلیل دونوں کا معنی خوار آیا ہے۔ جیسا کہ مصنف
نے بعض کتابوں سے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اور اگر حقیر کے معنی خوار کے سوائے اور بھی

ہوسکتے ہیں تو اسی طرح ذلیل بھی اور معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ تو پھر حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تقدیس کا قائل ہونا اور حضرت شہید علیہ الرحمۃ پر آوازے کسنے کیا معنی رکھتا ہے۔ تقویۃ الایمان)

کی عبارت نقل کر کے اپنے فرضی اعتراضات ان پر وارد کئے گئے ہیں جن کی وہ عبارات متحمل نہیں ہیں۔ اگر وقت میں گنجائش ہوتی تو ان اعتراضات کا حرف بحرف جواب دیتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ مصنف صاحب اصل کتاب تقویت الایمان کو بھی بغور ملاحظہ فرمائیں گے اس کے بعد پھر اپنی اس کتاب کو دیکھینگے تو مصنف اپنی غلطی کا احساس کریں گے۔ والسلام

محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ۔ ۳۱ ربیع الاول ۵۰ھ

گو مجھے رسالہ زیر نظر بالاستیعاب دیکھنے کی فرصت نہیں ملی تاہم میں نے چند صفحات بغور دیکھے ہیں اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جناب مصنف محترم محض فرقہ وارانہ تخیلات کے پیش نظر مولٰنا شہید کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں جو طالب حق کے لئے زیبا نہیں۔

احمد علی مدیر العدل گوجرانوالہ۔

نوٹ ۔ یہاں تک حضرات مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ فضلا کی رائیں ہیں۔

اس مضمون کے بعض علماء نے جو جواب دئے انہوں نے مجھے استعجاب میں ڈال دیا۔ اور بے اختیار ایک مخالف کا بیت یاد آ گیا ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

کیا معنی مجھے اس مضمون کے لکھنے سے یہ غرض تھی کہ کوئی صاحب مجھے رہبری کر کے اس کی اصلیت سے آگاہ کر دے۔ اور ابھی تک کسی ایک رشتہ پر میرا اعتقاد مستحکم نہیں ہوا اسی لئے اپنے تئیں عامی بے علم کہہ کر اسکی تحقیقات کا ملتجی ہوا۔ مگر ان مجیب علماء نے تحقیقات کی بابت ایک لفظ بھی نہ لکھا اور راقم کو لعن اور ملامت کا نشانہ بنا دیا۔ حالانکہ ایسا نہ چاہیئے تھا۔ کیونکہ میں خود ہی ہیچ مدانی کا اقرار کر چکا ہوں ؎

سعدی افتادہ است آزادہ کس نیاید بجنگ افتادہ

جو مواقع تحقیقات کے تھے ان کا ذکر بھی نہیں کیا۔ ایک صاحب آپ تو تحقیقات نہیں کرتے اور راقم کو جناب انور شاہ صاحب کے ذکر دیتے ہیں۔ سو میں جناب سید صاحب کو اپنا مجتہد نہیں جانتا بلکہ حنفی ہوں اور حضرت امام ابی حنیفہ کی تقلید کا معتقد ہوں۔ جناب مولوی عبد العزیز صاحب امام مسجد جامع گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں کہ شاہ صاحب کا مقولہ ہے مجتہد تو صرف امام ابی حنیفہ اور امام مالک ہی ہیں۔ معلوم نہیں لوگوں نے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کو کس طرح مجتہد مان لیا۔ کیا میں حیرت کی آنکھیں بند کر کے اس کو بھی تسلیم کر لوں۔ ایک صاحب

لکھتے ہیں چونکہ راقم جاہل ہے۔ اس لئے کتاب میں اکثر حسن عقیدت سے کام لیا ہے۔ آپ
تحقیقات کے نزدیک بھی نہیں گئے "

ایک صاحب نادیدہ گو لکھتے ہیں کہ میں نے یہ مضمون تمام نہیں پڑھا۔ مگر اس نتیجہ پر
پہنچا ہوں کہ اس کے لکھنے والا فرقہ وارانہ تخیلات کا پابند ہے۔ سو یہ کوئی انوکھی بات نہیں
خدا تبارک وتعالےٰ نے خود دو فرقے بنا دئیے ہیں فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر دعا کرنا
ہوں وہ ارحم الراحمین مجھے اچھے فرقے میں جگہ عطا فرمائے +

ایک صاحب بڑے کر و فر سے ارشاد فرماتے ہیں کہ مصنف صاحب کسی تاریخی
کتابات سے نقل کرتے۔ یا کسی اہل علم کے حوالے کردیتے۔ یا کسی عالم سے ان عبارات
کے مسائل وعبارت کے سمجھنے میں کوشش کرتے۔ اور نیز لفظ حقیر کی تحقیقات میں
سطریں لکھیں۔ مگر فیصلہ کچھ نہ کیا اس کو ادھار پر رکھا۔ سوال تو یہ تھا کہ حضرت
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے۔ خدا کی ہستی کے مقابل تمام ہستیاں حقیر ہیں
یا حقیر کے معنی کسی صاحب لغت نے کیا لکھے ہیں۔ جو مولوی اسمٰعیل
صاحب نے تمام انبیاء کی شان میں لکھا ہے۔ میں نے اس تحریر میں کوئی اپنی تحقیقات
ان نہیں کی۔ جو کچھ لکھا سلف صالحین سے لکھا۔ اور ان کی عبارتیں برابر نقل
کیں صحیح اور غلط ہونا ان بزرگوں کے ذمہ پر ہے۔ ان مولوی صاحب نے اخیر
بڑے غرور سے اپنی فضیلت کی اس طرح داد دی۔ کہ اگر وقت کی گنجائش ہوتی تو
مباحثات کا حرف بحرف جواب دیتا۔ بھلا ان سے پوچھا جائے کہ اگر آپ میں یہ استطاعت
تھی تو جواب کو ٹھیر کے مخزن میں کیوں امانت رکھ چھوڑا۔ اور کس موقع کے منتظر رہے
سوالات محل طلب آپ کے زیر نظر ہیں تو کیوں ان کے جواب دینے کا خزانہ نہیں کھولا
آپ کی خدمت میں ادب سے التجا کی جاتی ہے کہ کسی فرصت کے وقت کتاب احیاء العلوم
اول پر بھی نظر ڈال لیں جس میں امام صاحب نے علماء کی شان اور جو علماء بننے کو شائق ہیں
فرمایا ہے۔ یہ کتاب انسان بننے کا کامل دستور العمل ہے لیکن اسکے سمجھنے والا صاحب بصیرت چاہیے

فتاوائے علمائے دیگر

مصلیاً۔ خادم شریعت نے کتاب جوہر الایقان فی رد رسالہ تقویت الایمان

کو اوّل سے آخر تک مطالعہ کیا۔ نہائت مفید پایا۔ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب کو اجرِ عظیم
عطا فرمائے۔ میری تحقیق میں واقعی کتاب تقویت الایمان باطل اور مردود ہے۔ اور اس
کو اچھا سمجھنے والا اور اس پر اعتقاد رکھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس
میں شک کرنیوالا ملحد اور مرتد ہے۔ اس سے پیشتر ۱۲۶۵ھ میں تمام علمائے عرب و
نے فتوائے تکفیر متعلق اس کتاب کے شائع کیا تھا۔ خادمِ شریعت کا اس فتوے کیسا
اتفاق ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں توہین انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام کی کی گئی
جیسا کہ مصنف محترم نے جین اصلی کتاب میں ظاہر کیا ہے۔ اس کے سوا اُن کو اپنا سفارشی
سمجھنا اور اُن کو دور دور سے پکارنا۔ اُن سے امداد طلب کرنا۔ اور اُن کی مزارات پر جانے
کو صریح شرک لکھا ہے۔ جس سے عامۃ الناس کی تکفیر لازم آتی ہے۔ اِسکے علاوہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ اِن کی عزت بڑے بھائی
کے برابر کرنی چاہیئے۔ اور موجودہ مسلمان سب کافر اور مشرک ہیں۔ انبیاء اولیاء سے استغا
کرنیوالا شخص ابوجہل کے برابر ہے۔ جس کا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور
ہی وہ کچھ کر سکتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی۔ اور نہ ہی نبی علیہ
والسلام کو علم غیب عطا تھا۔ نیز بوقت وحی بیہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ جس کے سبب
دوسروں کے محتاج ہوتے تھے۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۲۰ مطبوعہ افتخار دہلی میں
ہے (کہ اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجے یہ اللہ صاحب
ہی کی شان ہے) جس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت اور ہر آن علم
نہیں ہوتا۔ بلکہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نیز اس کتاب میں جسقدر آیات
درج ہیں وہ سب کفار اور مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ مگر اس کتاب کے
نے ان تمام کو مسلمین مومنین پر چسپاں کیا ہے۔ جو کہ خوارج کی علامت ہے۔ نیز اس
کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ قرآن مجید و احادیث شریف سمجھنے کے لئے بہت علم کی ضرورت
حالانکہ اُن کے یہ خلاف عقل و نقل ہے۔ دیکھو تفسیر اتفاق جلد دوم
غرض کہ یہ کتاب ہر طرح سے عوام الناس کے ایمان کو خراب کرنیوالی ہے۔ لہٰذا
اسلام کو ضروری ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے احتراز فرمائیں۔ اور جو لوگ اس کتا
کو اچھا سمجھتے ہیں اور اس پر اعتقاد رکھتے ہیں اُن کے پیچھے ہرگز نماز ادا نہ کریں۔ فقط

اس
عجم
کے ساتھ
ہے
سفارشی
پر جانے
اکرم
بھائی
استغاثہ
اور نہ
الصلوٰۃ
سبب
لکھا
صاحب
علم غیب
قرآنیہ
مصنف
اس کتاب
نہیں
برادران
کتاب

والعلم عند اللہ۔
حرّرہ خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین حنفی قادری۔سہروردی۔حال وزیرآباد

نقل فتاوائے علمائے عرب و عجم دربارہ کتاب تقویۃ الایمان

لاشک فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان وکونہ موافقًا للنجدیۃ وماخوذ من کتاب التوحید لقرن الشیطان۔ وایضًا لہ نسبتہ تقویۃ الایمان۔ ومؤلف ھذا الدجال والکذاب استحق اللعنۃ اللہ تعالٰی وملئکتہ واولی العلم وسائر العلمین

نشان دستخط ومہر

عبدہ جمال شیخ عمر۔ محمد ابوالسعدات خطیب مدینہ منورہ۔ احمد دہلان مکہ معظمہ۔ محمد یال خطیب مدینہ منورہ۔ عبدالقادر مدینہ منورہ۔ سید عبدالرحمٰن مکہ معظمہ۔ مولوی محمد اشرف مدینہ منورہ۔ شمس الدین ولد عبدالرحمٰن از مدینہ منورہ۔ السید ابوسعود الحنفی المفتی مدینہ منورہ۔ عجم مولوی محمد عبداللہ۔ مولوی عبدالغفار۔ مولوی محمد گوہر علیؒ۔ مولوی محمد حامد حسین۔ مولوی ارشاد حسن۔ مولوی محمد معصوم*

نقل از ابطال الاباطیل صفحہ ۲۲۳ وفتوٰی نعمانیہ صفحہ ۵۰۵
رسالہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ۔

خاکسار کا کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق وہی خیال ہے جو حضرات علمائے مذکورین کا ہے والسلام۔

خاکسار قمرالدین امام جامع مسجد وزیرآباد

سید رسول بقلم خود۔ امام مسجد چاہ روڈیوالہ شہر گوجرانوالہ۔

من اھان سیدنا محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم فقد اھان اللہ تعالٰی ومن اھان اللہ تعالٰی فقد کفر۔

عبدالنبی المختار محمد یار فریدی چشتی نظامی بقلم خود